اسلامیات (لازمی)	نہم 2015ء	پرچہ I: (انشائیہ طرز)
وقت: 1.45 گھنٹے	(دوسرا گروپ)	کل نمبر: 40

(حصہ اوّل)

2- کوئی سے چھ (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) سورۃ الانفال میں دو گروہوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: دو گروہوں سے مراد یہ ہے کہ ایک تجارتی قافلہ، جو ابوسفیان کی نگرانی میں شام سے مکہ جارہا تھا۔ اور دوسرا مسلح لشکرِ کفار (گروہ) جو ابوجہل کی نگرانی میں مکہ سے مدینہ کی طرف مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے آرہا تھا۔

(ii) معانی تحریر کیجیے: لَا تَخُوْنُوْا۔ يُغْلَبُوْنَ۔

جواب: 1- لَا تَخُوْنُوْا: تم خیانت نہ کرو

2- يُغْلَبُوْنَ: وہ مغلوب ہو جائیں گے

(iii) تقویٰ کے بارے میں سورۃ الانفال میں کیا انعامات بیان ہوئے ہیں؟

جواب: سورۃ الانفال میں تقویٰ کے درج ذیل انعامات بیان ہوئے ہیں:

1- اللہ تمھارے لیے امرِ فارق پیدا کر دے گا (ممتاز کر دے گا)۔

2- اللہ تمھارے گناہ مٹا دے گا۔

3- اللہ تمھیں بخش دے گا۔

(iv) مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں اللہ نے کیا حکم دیا ہے؟

جواب: مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ کا، رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا، اہلِ قرابت کا اور یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا ہے اور بقیہ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے۔

(v) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لیے کیا ترغیب دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لیے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب رہیں گے اور اگر سو ایسے

ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے۔

(vi) معانی تحریر کیجیے: فَانۢبِذْ۔ جَارٌ۔

جواب: 1- فَانۢبِذْ: پس پھینک دو 2- جَارٌ: معاون/حمایتی

(vii) جانداروں میں سب سے بدتر کون لوگ ہیں؟

جواب: جانداروں میں سب سے بدترین نافرمان اور کافر لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو بدترین جانوروں سے تشبیہ دی ہے۔ چونکہ یہ کافر بھی اُن بدترین جانوروں جیسے ہیں' جو قوتِ گویائی اور عقل و شعور سے محروم ہیں۔

(viii) سورۃ الانفال میں یوم الفرقان کس دن کو کہا گیا ہے؟

جواب: سورۃ الانفال میں یوم الفرقان جنگِ بدر کے دن کو کہا گیا ہے۔

(ix) سورۃ الانفال میں کفار کو کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

جواب: کفار کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ (اے کافرو!) اگر تم (اپنے بُرے کاموں) سے باز آ جاؤ تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر پھر (تم نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمھیں عذاب) کریں گے اور تمھاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو' تمھارے کچھ کام نہ آئے گی۔

3- کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) حدیث کی روشنی میں سب سے فضیلت والا عمل کون سا ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" یعنی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ نہ ماننے کا اقرار اور اپنے عمل سے اس عقیدے کا اظہار سب سے فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔

(ii) الراشی سے کون لوگ مُراد ہیں اور ان کی سزا کیا ہے؟

جواب: الراشی سے مُراد رشوت دینے والے لوگ ہیں اور ان کی سزا جہنم کی آگ ہے۔

(iii) اپنی قوم کی ناجائز مدد کرنے پر حدیث میں کیا مثال دی گئی ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم

کی مدد کی تو اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی اونٹ کنویں میں گر رہا ہو اور اس کی دُم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اِس میں جا گرے۔"

(iv) حضور ﷺ نے جنت کی پھلواریاں کسے کہا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے علم کی مجلسوں کو جنت کی پھلواریاں کہا ہے۔

(v) زکوٰۃ کا مفہوم مختصراً لکھیے۔

جواب: زکوٰۃ کے لفظی معنی "پاک ہونا، نشوونما پانا اور بڑھنا" کے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں زکوٰۃ ایک ایسا رکن ہے، جو ایک صاحبِ نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے۔

(vi) الغارمین سے کیا مراد ہے؟

جواب: الغارمین سے مُراد قرض دار لوگ ہیں۔ جو قرض ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ غارمین مصارفِ زکوٰۃ میں سے ہیں۔

(vii) ترجمہ کیجیے: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ

جواب: ترجمہ: "ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔"

(viii) علم میں اضافے کے لیے آپ ﷺ کی دعا عربی میں لکھیے۔

جواب: آپ ﷺ اپنے علم میں اضافے کے لیے یہ دعا فرمایا کرتے: "رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا"

(ix) علم کے لفظی معنی بیان کیجیے۔

جواب: علم کے لفظی معنی "جاننا اور آگاہ ہونا" ہیں۔

(حصہ دوم)

سوال 4۔ درج ذیل آیاتِ قرآنی میں سے کسی دو کا ترجمہ کیجیے: (4, 4)

(الف) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(ب) وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

(ج) فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جواب : (الف) ترجمہ:

"یہی سچے مومن ہیں، اور اُن کے لیے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔"

(ب) ترجمہ:

"اور اگر رُوگردانی کریں تو جان رکھو کہ اللہ تمھارا حمایتی ہے (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔"

(ج) ترجمہ:

"تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمھارے لیے) حلال طیّب (ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

سوال :5- درج ذیل حدیث کا ترجمہ اور مختصر تشریح لکھیے: (1, 2)

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔

جواب : جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2014ء (پہلا گروپ) سوال نمبر 5۔

سوال :6- تعارفِ قرآن پر نوٹ لکھیے۔ (5)

جواب : تعارفِ قرآن:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کی جسمانی اور فطری ضروریات پوری کرنے کے لیے مادی وسائل پیدا کیے اور اس کے ذہن اور روح کی رہنمائی کے لیے بھی اہتمام فرمایا۔ خود انسان کو خیر اور شر میں فرق کرنے کی صلاحیت اور ضمیر کی آواز عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامل رہنمائی کے لیے انبیا کرام مبعوث فرمائے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآنِ مجید نازل فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا دائمی ذریعہ ہے اور تمام

سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پچھلی اُمتوں کے لیے بھی انبیا مبعوث فرمائے تھے اور ان میں سے بعض پر اپنی کتابیں بھی نازل فرمائی تھیں۔ لیکن ان انبیا کی تعلیمات اور ان پر نازل شدہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ: 48)

ترجمہ: ''اور تمھاری طرف ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے۔ یہ حق لے کر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آئیں ان کی تصدیق کرنے والی اور ان کی محافظ ونگہبان ہے۔''

قرآنِ مجید کو پچھلی کتابوں کے لیے مُهَيْمِنْ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے، انھیں قرآنِ مجید نے اپنے اندر از سرِ نَو بیان کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ پاک کی تعلیمات پر پورے اطمینان سے ہر زمانے میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

قرآنِ کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی حقیقت، خیر وشر، حلال وحرام، اخلاقی تعلیمات، غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ اس میں انسان کی آخرت کی زندگی کے متعلق بھی تفصیلی معلومات ہیں اور اس زندگی کی اہمیت کو نہایت پُر تاثیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآنِ پاک انسان کی انفرادی زندگی، اس کے اجتماعی ومعاشرتی حقوق وفرائض، اس کے معاشی واقتصادی اُمور کے متعلق بنیادی ہدایات، سیاسی اور بین الاقوامی معاملات اور اخلاقی رویوں کے متعلق جامع تعلیمات پیش کرتا ہے۔ غرض کہ قرآنِ کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ضروری معلومات اور رہنمائی کا خزینہ ہے اور اس میں وہ تمام باتیں وضاحت سے بتا دی گئی ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے ضروری ہے اور جن کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

یا

اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے محبت:

انسان جب اپنے وجود اور اَن گنت مظاہر پر غور کرتا ہے تو اسے یہ دریافت کرنے میں کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی کہ کوئی قدرت رکھنے والی، پرورش کرنے اور حکمت و دانائی والی ذات ضرور موجود ہے، جو ان تمام پر حکمران ہے اور انھیں قوت عطا کر رہی ہے اور بڑھنے کی صلاحیت بخش رہی ہے اور یہ کہ وہ قدیر ہے، خالق ہے، رب ہے، حکیم بھی ہے کہ اس قدر وسیع کائنات چلا رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس کی تخلیق کے جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں۔ انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کو تسلیم کرے، اس کی محبت میں سرشار رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔

قرآنِ مجید نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

''اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا''۔ اللہ سے محبت، عبادت اور بندگی کا تقاضا ہے کہ پیدا اس نے کیا تو حکم بھی اسی کا مانو، آنکھ اس نے دی تو اسی کی رضا کے مطابق دیکھو۔ کان اس نے عطا کیے تو اس کے فرمان کے مطابق سننے کی عادت ڈالو۔ سوچنے کی قوت اس پروردگار کی عطا کردہ ہے تو ہر لمحہ اس کی ذات، قدرت اور اس کے احکام پر غور کرو۔

سوچ کا یہ درست زاویہ محبتِ الٰہی کی دعوت دیتا ہے کہ کسی کا ایک معمولی حسنِ سلوک ساری عمر کی احسان مندی کا باعث بنتا ہے، تو جو زندگی بخشتا ہے اس کے لیے ساری عمر محبت کے جذبے پروان کیوں نہ چڑھیں۔ اسی لیے فرمایا: ''جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں''۔ (البقرہ: 165) ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکامات کو دل سے تسلیم کیا جائے اور پوری دلجمعی سے ان پر عمل کیا جائے۔ اور اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ محبتِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ بغیر کسی حرص اور ہوس کے اللہ کی مخلوق سے فقط اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی جائے۔